واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ
سہ ماہی | شمارہ نمبر ۱۴ | اپریل - جون ۲۰۱۹ء

وَسِّعْ مَكَانَكَ
"اپنے مکان کو وسیع کر"

عہدِ وقف اور اس کا نبھانا

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جدید ایجادات ایک نعمت، ایک امتحان

آداب مقامات
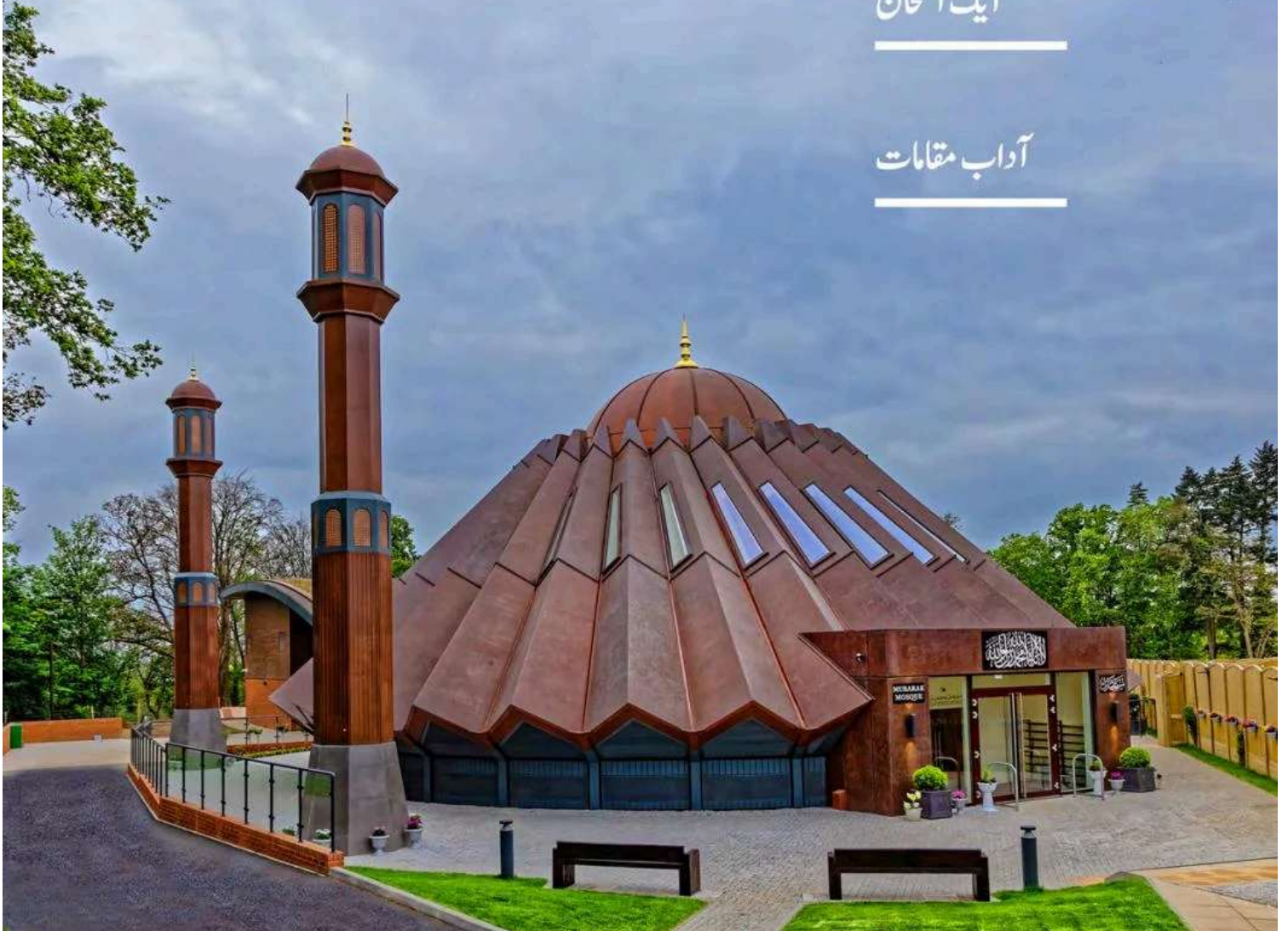
Waqf-e-Nau Central Department

22 Deer Park Road
London SW19 3TL, UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643
email: editorurdu@ismaelmagazine.org

فہرست مندرجات

اداریہ

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ روز افزوں ترقیات کی منازل طے کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کا اس قدر ترقی کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے درج ذیل الفاظ روزانہ قبولیت کا شرف پاتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو۔ اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔" (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409تا410)

اَب اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہوا ہے کہ اُس نے جماعت احمدیہ کو ایک نیا مرکز عطا فرمایا۔ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 15/ اپریل 2019ء بروز سوموار شام 7 بجے سے کچھ دیر قبل نئے مرکز احمدیت اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے (Tilford, Surrey) منتقل ہو گئے۔ اور 17/ مئی 2019ء بروز جمعۃ المبارک نئے مرکزِ احمدیت میں تعمیر ہونے والی مسجد "مسجد مبارک" کا افتتاح فرمایا۔ چنانچہ اس کی مناسبت سے ہم نے اس شمارہ میں مسجد کے آداب اور آدابِ مقامات کے حوالہ سے مواد شامل کیا ہے۔

اس اداریہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس دعا اور دعا کی تحریک سے ختم کرتا ہوں کہ "اللہ تعالیٰ ہمیشہ فضل فرماتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام آباد سے اسلام کی تبلیغ کے کام کو پہلے سے زیادہ وسعت عطا فرمائے اور "وَسِّعْ مَكَانَكَ" صرف مکانیت کی وسعت کا ذریعہ ہی نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے منصوبوں کی تکمیل میں وسعت کا ذریعہ بھی بنے۔۔۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس منصوبے کو اور وہاں منتقل ہونے کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ اپریل 2019ء)

مجلسِ ادارت

مدیر اعلیٰ / مینیجر
لقمان احمد کشور

مدیر (اردو)
فرخ راحیل

مجلس ادارت
صہیب احمد، عطاء الحیٔ ناصر
راشد مبشر طلحہ

معاون مینیجر
اطہر احمد باجوہ

سرورق ڈیزائن
زید طارق

ڈیزائن اندرون
چوہدری محمد مظہر

مدیر (انگریزی)
قاصد معین احمد
editorenglish@ismaelmagazine.org

پرنٹنگ
رقیم پریس فارنہم یوکے
آن لائن (Online)
www.alislam.org/ismael

قال اللہ
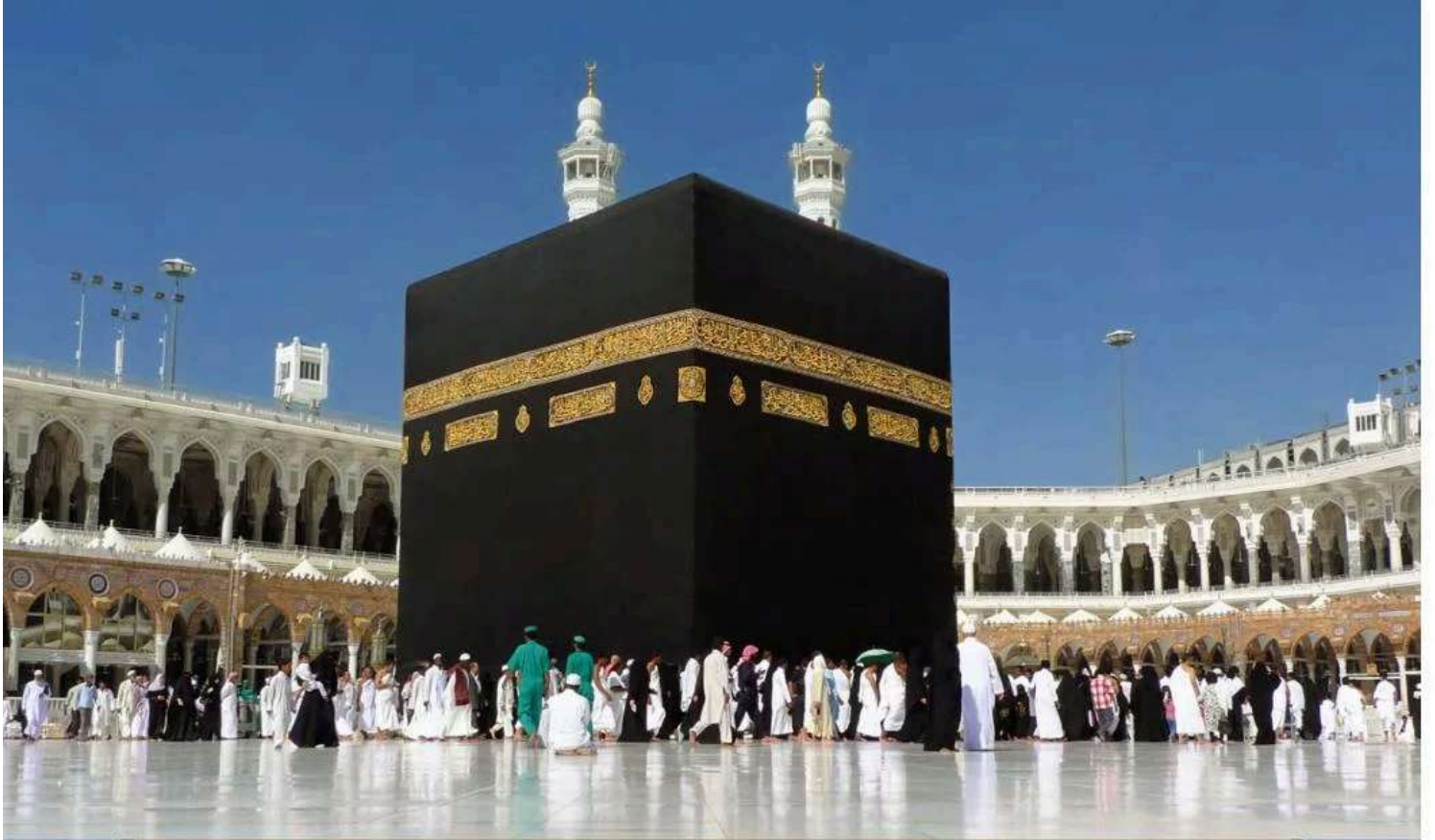
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۔ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۔ وَ
اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(سورۃ البقرۃ:127تا128)

ترجمہ:

اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے ربّ! اس کو ایک پُرامن اور امن دینے والا شہر بنادے اور اس کے بسنے والوں کو جو اُن میں سے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہر قسم کے پھلوں میں سے رزق عطا کر۔ اس نے کہا کہ جو کفر کرے گا اسے بھی میں کچھ عارضی فائدہ پہنچاؤں گا۔ پھر میں اُسے آگ کے عذاب کی طرف جانے پر مجبور کردوں گا اور (وہ) بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اور جب ابراہیم اُس خاص گھر کی بنیادوں کو اُستوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی (یہ دعا کرتے ہوئے) کہ اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کرلے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَی اللهُ لَهٗ فِی الْجَنَّةِ مِثْلَهٗ (مسلم باب فضل بناء المسجد)

ترجمہ:

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنّت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا رَأَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ قَالَ اللهُ تَعَالٰی: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

(ترمذی ابواب التفسیر سورۃ التوبۃ)

ترجمہ:

حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کے لئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں"۔

کلام الامام

جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شرّ کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ایک عرصہ ہوا کہ مجھے الہام ہوا تھا وَسِّعْ مَکَانَکَ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی اپنے مکان کو وسیع کر۔ کہ لوگ دُور دُور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔ سو پشاورؔ سے مدراسؔ تک تو میں نے اِس پیشگوئی کو پُوری ہوتے دیکھ لیا مگر اس کے بعد دوبارہ پھر یہی الہام ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیشگوئی پھر زیادہ قوّت اور کثرت کے ساتھ پُوری ہو گی۔ وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ لَا مَانِعَ لِمَآ اَرَادَ۔“

(اشتہار مورخہ 17/ فروری 1897ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 327)

عہدِ وقف اور اس کا نبھانا

جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل وقفِ نَو اجتماع کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زرّیں نصائح پر مشتمل انگریزی زبان میں فرمودہ اختتامی خطاب کا اردو ترجمہ۔ فرمودہ 07/ اپریل 2019ء بمقام طاہر ہال، بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۞

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی والدین کی تعداد جو اپنے بچوں کو دین کی خاطر وقف کر رہے ہیں مسلسل بڑھ رہی ہے اور یوں ہر سال پیدا ہونے والے ہزاروں بچے وقفِ نَو کی سکیم میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ سب ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کی زندگیاں ان کے والدین نے پیدائش سے قبل ہی اسلام کی خاطر وقف کر دی تھیں اور اب آپ میں سے بہت سے شعور کی عمر کو پہنچ رہے ہیں۔

آپ میں سے کچھ ابھی سکول میں ہیں، جبکہ بہت سے اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے جماعت میں مستقل طور پر وقفِ زندگی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کرنے اور تربیت پانے کے بعد میدانِ عمل میں بحیثیت مربی و مبلغ کام کر رہے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو جماعت کی اجازت سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنے کام کر رہے ہیں مگر ان کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ جماعتی خدمت کے لیے جتنا زیادہ سے زیادہ ممکن ہو وقت نکالیں اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ وہ واقفِ نَو ہیں۔

سب سے اول اور اہم بات ہر واقفِ نَو کو سمجھ لینی چاہیے کہ اس کا وقف تب ہی حقیقی اور فائدہ مند ہو سکتا ہے جب اس کا اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ تعلق قائم ہو اور اس کے لیے اہم ترین راستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز کا قیام ہے۔ اس لیے ہر حال میں پانچ وقت نمازیں پورے اخلاص اور لگن سے اللہ تعالیٰ کے حضور ادا کریں۔

ہر احمدی مسلمان مرد کا یہ مذہبی فریضہ ہے کہ وہ باجماعت نمازیں ادا کرے۔ لہٰذا آپ میں سے جو مسجد یا نماز سنٹر سے مناسب فاصلے پر رہتے ہیں ہر ممکن کوشش کریں کہ نمازیں باجماعت ادا کریں۔ باجماعت نماز آپ کی روزمرہ زندگی کا سب سے اہم جزو ہونا چاہیے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ بہت سے واقفین نَو شعور اور سوجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور بہت سے بلوغت میں قدم رکھ رہے ہیں اس کے باوجود نماز باجماعت تو درکنار، بعض سے پوچھنے پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پنجوقتہ نماز کا ہی التزام نہیں۔ ایسے وقف کا کیا مقصد اور اس کا کیا فائدہ؟ ایک طرف انہوں نے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی خاطر وقف کرنے کا عہد کیا ہے اور دوسری طرف وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہیں جو ایمان کا اقرار کرنے کے بعد ہر مسلمان کے دین کا سب سے اہم رکن ہے۔ اس لیے یہ بات یاد رکھیں کہ آپ کے وقفِ زندگی کا عہد تبھی بامقصد ہو سکتا ہے جب آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں اور ہر حال میں اس سے مخلصانہ تعلق قائم رکھیں۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بنیادی فریضہ ہی ادا نہیں کر رہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس سے وفا اور اخلاص کا تعلق پیدا کر سکیں؟ اس لیے اگر آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ صرف نام کے ہی وقفِ نَو نہیں بلکہ آپ نے حقیقی رنگ میں اپنی زندگی اسلام کی خاطر وقف کی ہے اور آپ اس عہد کو پورا کرنے کے لیے پُرعزم ہیں جو آپ کے والدین نے کیا تھا تو پھر آپ کو دین کے اس لازمی حصہ کو مقدم رکھنا ہو گا۔ آپ کو اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے ہوں گے اور اس بات کو یقینی بنانا ہو گا کہ کوئی دن بھی ایسا نہ گزرے جس میں آپ پنجوقتہ نمازوں کے بنیادی فریضہ کو انجام دینے سے غافل رہے ہوں۔ یہ بات واضح رہے کہ اگر آپ اس میں ناکام رہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا وقف بے معنی اور بے مقصد ہے۔

اسی طرح بحیثیت وقفِ نَو یہ ضروری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کریں۔ ایک وقفِ نَو کا حقوق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حقوق العباد یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کا معیار باقی سب لوگوں سے بہت اونچا ہونا چاہیے۔

مختصراً یہ کہ آپ کو صرف اس لیے اطمینان سے نہیں بیٹھ جانا چاہیے کہ آپ کا نام وقفِ نَو کی فہرست میں شامل ہے بلکہ آپ کو ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کی وسعت اور اپنے عقیدے کی پاسداری کا احساس رہنا چاہیے۔ آپ کا فرض ہے کہ اپنی اخلاقی حالت کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں اور اپنا دینی علم بڑھائیں۔ کبھی نہ بھولیں کہ آپ کے والدین نے آپ کی زندگیاں دین کی خاطر وقف کی تھیں اور آپ کے لیے دعائیں بھی کی تھیں۔

اس سلسلہ میں یہ بہت ضروری ہے کہ تمام واقفین نَو کے والدین کو جنہوں نے پیدائش سے قبل ہی اپنے بچوں کو جماعت کی خاطر وقف کر دیا تھا یاددہانی کروائی جائے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے بھرپور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو وقف کے تقاضے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں اور ان کی رہنمائی کریں کہ انہوں نے عہدِ وقف کو کیسے نبھانا ہے۔

اب والدین کو مختصراً مخاطب کرنے کے بعد میں دوبارہ واقفینِ نَو کی طرف آتا ہوں۔ آپ سب کو ان ذمہ داریوں اور معیاروں کو سمجھنا ہو گا جن کی ایک واقف زندگی سے توقع کی جاتی ہے۔ خلاصۂ وقف کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنا اور ہمیشہ اپنے علم میں اضافہ کرنے اور اپنے اخلاقی اور روحانی معیار کو بڑھانے کے لیے کوششوں میں لگے رہنا۔ درحقیقت صرف اپنے عقیدے کا علم ہونا کافی نہیں بلکہ ہر حال میں اپنے دین پر عمل بھی کرتے رہنا ضروری ہے۔

بحیثیت واقفِ نَو آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی اُن توقعات کا علم ہونا چاہیے جو آپؑ نے افرادِ جماعت سے رکھی ہیں بالخصوص ان سے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی زندگیوں کو وقف کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور تحریرات کا مطالعہ کرنا ہو گا جہاں بہت سے مواقع پر آپؑ نے ان توقعات کا واضح اظہار فرمایا ہے۔

اس حوالہ سے میں اب اپنے الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ چند بابرکت ہدایات بیان کروں گا۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے۔ اور حیات طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ہر ایک اِس کوشش اور فِکر میں لگ جاوے کہ وُہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصِل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ... حضرت ابراہیمؑ کی طرح ہماری رُوح بول اٹھے۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ میں کلیۃً خدا کا فرمانبردار ہو چکا ہوں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد2 صفحہ 100) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص باریکی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا اور بھول جاتا ہے کہ اس کی زندگی کا اولین مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے وہ کبھی بھی حقیقی مومن کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

پس آپ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ گو کہ آپ مغربی معاشرے میں رہتے ہیں، آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنی چاہئیں۔ آپ کو پختگی کے ساتھ اپنی مذہبی روایات اور اطوار پر قائم رہنا چاہیے اور اپنی زندگیوں میں وہ پاک تبدیلی لے کر آنی چاہیے جس کے بعد آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے ہوں۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ آپ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بہتر سے بہتر ہوتے چلے جائیں اور اپنے علم میں اضافہ کرنے والے ہوں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ وہ لوگ جو آپؑ کے ساتھ عقد بیعت باندھتے ہیں انہیں اپنی زندگی خدا تعالیٰ اور اس کے دین کے لیے اسی طرح وقف کرنی چاہیے جس طرح آپؑ نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ پس ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہیے جنہوں نے اپنا ہر دن اور اپنی ہر رات خدمتِ اسلام کے لیے وقف کر رکھے تھے حتٰی کہ آپؑ نے آخری سانس تک اپنی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے احیاء اور دنیا میں ان کی اشاعت میں صرف کیا۔

مثال کے طور پر آپؑ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض وقت لکھتا ہوں تو آنکھوں کے آگے اندھیرا اُتر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ غشی آگئی۔ (ماخوذ از مکتوبات احمدؑ جلد 5 صفحہ 382) جب ایسی حالت ہوتی تو آپ تھوڑی دیر کے لیے ستا لیتے۔ یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم کردار جس کی پیروی کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

مجھے کامل یقین ہے کہ اگر تمام واقفین نَو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونہ کی معمولی سی بھی پیروی کرنے لگ جائیں تو وہ دنیا میں روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

جہاں تک خدمت کا سوال ہے، تو ضروری نہیں کہ آپ کو بالغ ہوتے ہی جماعت کی ہمہ وقت خدمت کے لیے بلا لیا جائے۔ اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ آپ میں سے کئی واقفینِ نَو نظام سے باقاعدہ اجازت حاصل کر کے باہر ملازمتیں اور اپنے کام بھی کر رہے ہیں۔ پس آپ جو بھی کام کریں، یہ بات آپ کے ذہن نشین رہے کہ آپ دنیا کے کاموں میں بالکل ہی نہ کھو جائیں بلکہ آپ کا وقف ہی آپ کی اولین ترجیح رہے۔
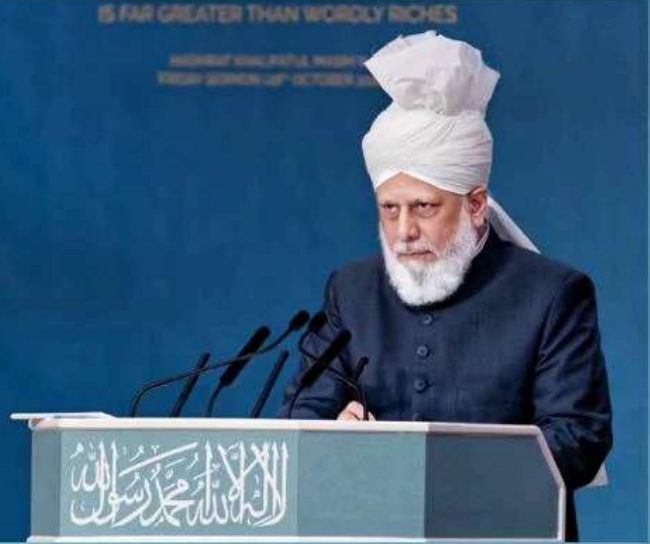
آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار میں ترقی کرنے والے ہوں، آپ کے روحانی اور اخلاقی معیار بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں اور یہ کہ آپ اپنے دینی علم کو بھی بڑھائیں۔

قطع نظر اس کے کہ آپ کہاں رہ رہے ہیں یا کہاں کام کر رہے ہیں آپ کی زندگی اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ ہو اور پوری دنیا میں جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے دین کی تبلیغ کریں۔ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کو اپنے دین کے فروغ کے لیے بروئے کار لائیں۔ اگر آپ یہ سب کچھ کریں گے تبھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک حقیقی واقفِ نَو کی زندگی گزارنے والے ہیں۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى۔ کہ اس نے جو عہد کیا اسے پورا کر کے دکھایا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 234)

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس وعدے کو جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا کامل اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ پورا کیا۔ اور یوں وہ اپنے خالق کے پیار کے مستحق ٹھہرے۔ پس اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے مقدس عہد کو پورا کریں۔ ایسا کرنا آسان یا معمولی بات نہیں۔ وقفِ زندگی اور وقفِ نَو کا عہد بہت وسیع اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ عہد تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنی زندگیاں اپنے دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیں۔ اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ یہ عہد تقاضا کرتا ہے کہ آپ ہر آن اپنی عبادات کے معیار کو بلند سے بلند تر کریں اور اپنے اخلاقی اور روحانی معیار میں ترقی کریں۔

بے شک اگر تمام واقفینِ نَو اپنے عہد کو پورا کریں تو ہم دنیا میں ایک

عظیم الشان انقلاب اور روحانی تبدیلی برپا ہوتے دیکھیں گے۔ لیکن ابھی منزلِ مقصود بہت دور ہے۔

بعض اوقات مجھ سے نئے شادی شدہ جوڑے آکر ملتے ہیں اور خاوند یا بیوی اس بات کو بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ میں وقفِ نَو ہوں یا یہ کہ میرا خاوند یا میری بیوی وقفِ نَو ہے اور اسی طرح ہمارا یہ بچہ بھی وقفِ نَو ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ان کا پورا گھر اس بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے کئی بار کہا ہے کہ صرف وقف نو کا ٹائیٹل لگا لینا بے معنی ہے۔ آپ اس وقت حقیقی طَور پر واقفِ نَو بنیں گے جب آپ اپنے عہد کو سمجھتے ہوئے اپنی تمام تر استطاعت کے ساتھ اسے پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

اس عہد کی پاسداری مستقل جدوجہد، اعلیٰ جذبے اور عظیم قربانیوں نیز اپنے خالق سے کامل وفاداری کا تقاضا کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی راہ میں کامل طور پر فرمانبرداری اختیار کی جائے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اختیار کی۔ جنہوں نے اپنی ذات خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت میں ڈال دی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر مشکل برداشت کی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپؑ کی اطاعت اور اخلاص کی تصدیق فرمائی۔ پس یہ وہ معیار ہے جس کی تقلید کی کوشش ہر ایک وقف نو کو کرنی چاہیے۔

ایک اَور جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ فاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے۔ جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے۔ اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لیے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو۔ یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ بُت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے بلکہ ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی ہے اور اس پر مقدم ہوتی ہے وہ بت ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 429) آپ سب کو اس بات پر غور کرنا چاہیے اور اپنی زندگیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں آپ بھی دنیاوی کاموں اور دنیاوی ترقیوں کو حاصل کرنے کی دوڑ میں اپنے دین سے دور تو نہیں نکل گئے؟

اگر ایک انسان کو اس قسم کے دنیاوی مفادات اللہ تعالیٰ کو بھلانے پر مجبور کر دیں تو وہ کس طرح یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا وفادار ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے یا یہ کہ وہ ان معیاروں کو پا چکا ہے جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے؟

بہت سارے واقفینِ نَو نوکریوں اور کاروباروں میں مصروف ہیں لیکن انہیں اپنے دنیاوی کاموں کو خدا تعالیٰ کی عبادت میں حائل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اسی طرح ایسے بچے جو کمپیوٹر گیمز کھیلتے ہیں یا دوسرے مشاغل رکھتے ہیں انہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ان کی کھیلیں یا ان کے مشغلے ان کو نمازوں کی ادائیگی اور مذہبی فرائض پر عمل کرنے سے غافل نہ کر دیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ ایسی عادت ڈال لیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہو وہ کھیل اور دوسرے کاموں کو چھوڑ دیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کا دین ان کی دنیاوی خواہشات پر مقدم رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک وہ بُزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل کے اٹھانے کے

لیے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہو سکتی۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 255)

پس یہ اپنے دین سے وفاداری کا معیار ہے جو اللہ تعالیٰ کے افضال اور اس کا قرب پانے کے لیے ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے، صرف وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہو جانا اور اپنے آپ کو وقفِ نَو کہلانا کوئی قابلِ فخر بات نہیں۔ پس اگر کوئی مجھے یہ بتاتا ہے کہ وہ، اس کی بیوی اور بچے سب وقفِ نو ہیں تو ان کو سمجھنا چاہیے کہ جب تک وہ اطاعت کے ان اعلیٰ معیاروں تک نہیں پہنچتے جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے تقاضا فرمایا ہے اس وقت تک وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جب تک آپ اپنے دین کو تمام دنیاوی معاملات پر ترجیح نہیں دیتے، صرف وقفِ نو میں شامل ہو جانا بے معنی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو ہمیشہ اپنے لیے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داریاں اور اپنے ایمان کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں میں کم عمر بچوں کو جو ابھی اطفال ہیں اور خدام کو بھی اس بات کی یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ وقفِ نو کی حیثیت سے آپ کو اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کا فعال رکن ہونا چاہیے۔ آپ کو دیگر اطفال اور خدام کے لیے نمونہ بنتے ہوئے ہر ذمہ داری ادا کرنے اور قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

پھر ایک وقفِ نَو کی عبادتوں کا معیار بھی دیگر احمدیوں سے اونچا ہونا چاہیے۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں آپ کو باقاعدگی سے نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے اور ہر روز قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ بڑی عمر کے واقفینِ نو بچوں کو باقاعدگی کے ساتھ نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

پھر نوجوان اطفال اور خدام الاحمدیہ کے تمام ممبران کو توجہ کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی بیان فرمودہ تفاسیر کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا علم ہونا چاہیے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی وقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

ایک واقفِ نَو کے اخلاق و عادات ہر حال میں مثالی ہوں گے تو تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

مزید یہ کہ بے شک تمام اطفال اور خدام کو مناسب لباس پہننا چاہیے اور دوسروں کے ساتھ عزت اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے، لیکن ایک واقفِ نَو کے معیار اس سے بھی بلند تر ہونے چاہئیں۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی وقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

لڑکیوں کے مقابلہ میں لڑکے معاشرے میں پھیلی بے حیائی اور بداخلاقی سے زیادہ جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ تاہم ہمارے لڑکوں کو اپنی پاکدامنی کا خیال رکھنا چاہیے اور کسی نامناسب اور غیر اخلاقی حرکت میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ صرف تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے والدین کی عزت کریں، ان کی اطاعت کریں، ان کا خیال رکھیں اور ان کے لیے دعا کریں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

اسی طرح اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آئیں اور ان کے لیے ایسی نیک مثال قائم کریں جس سے وہ بھی سیکھیں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نَو کہہ سکتے ہیں۔

اگر آپ شادی شدہ ہیں تو آپ اپنی بیوی اور بچوں کے لیے بہترین نمونہ قائم کریں۔ اُن سے پیار کا سلوک رکھیں اور ان کا خیال رکھیں اور ان کی ضروریات پوری کریں۔ اس بات کے لیے سنجیدگی کے ساتھ کوشش کریں کہ جماعت احمدیہ کی آئندہ نسل اخلاص کے ساتھ نظامِ جماعت سے وابستہ رہے۔ صرف تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

اسی طرح آپ میں سے جو شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں انہیں چاہیے کہ احمدی، نیک لڑکیوں کا انتخاب کریں تاکہ آپ کی آئندہ نسلیں

نیک ماحول میں پروان چڑھیں۔ اگر آپ جماعت کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں تو تب ہی حقیقی واقفِ نَو کہلا سکتے ہیں۔ آپ کو سخت جان اور مضبوط اعصاب کا مالک ہونا چاہیے۔ آپ کو شدید محنت اور دین کی خاطر ہر خدمت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ آپ کو ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنے اور جماعت کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

واقفینِ نَو کو تبلیغ کے میدان میں سب سے آگے ہونا چاہیے اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے بجا لانا چاہیے۔ اور اس مقصد کے لیے آپ کے پاس دین کا علم ہونا چاہیے۔ پس میں دوبارہ اس بات کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کے گہرے معانی کو سمجھنے اور جماعت کی طرف سے شائع کردہ کتب اور رسائل کو پڑھنے کی کوشش کریں۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

پھر ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ ایک واقفِ نو کی ذمہ داری ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے پیغام اور اس کے مشن کو پھیلائے اور ان کا سلطانِ نصیر بنے۔ آپ یہ کام صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ خلافت کے کامل اطاعت گزار ہوں گے۔ آپ دوسروں کو بھی اس بات کی نصیحت صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ خود خلیفۂ وقت کی ہدایات اور راہنمائی پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

جہاں تمام احمدیوں کو یہ مستقل عادت بنانی چاہیے کہ وہ میرے خطباتِ جمعہ اور دیگر پروگراموں کو سنیں وہاں واقفینِ نو کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ خطبات سننے کے ساتھ ساتھ نوٹس بھی لیں اور جو میں نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور جو وہ سیکھیں اپنی روزمرہ کی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

پھر ایک واقفِ نَو کو ہر قسم کے تکبر اور غرور سے پاک ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس عاجزی اور صبر و تحمل آپ کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے۔ آپ صرف اسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کو پا سکتے ہیں جب آپ ان تمام خوبیوں کو پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی ذمہ داری اور عہد کو سمجھنے اور وقف کے تقاضوں کو کماحقہٗ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چاہے آپ باقاعدہ طور پر کسی جماعتی خدمت پر مامور ہوں یا ذاتی کام کر رہے ہوں، آپ کو اُس مقدس عہد کو پورا کرنے کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے جو آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے پہلے کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو علم و ایمان میں مسلسل ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو اپنی اخلاقی اور روحانی حالتوں میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو جماعت کے لیے اپنی خدمات میں مسلسل اضافہ کرنے اور کامل اخلاص کے ساتھ اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 17/مئی 2019ء)

☆...☆...☆

جدید ایجادات

ایک نعمت، ایک امتحان

(مکرم ڈاکٹر ظفر وقار کاہلوں صاحب)

قسط نمبر 2۔ آخری

انٹرنیٹ

کمپیوٹر دَورِ حاضر کی ایک حیرت انگیز ایجاد ہے جو اب روز مرہ کی دفتری اور گھریلو لازمی ضرورت کا روپ دھار چکی ہے۔ کمپیوٹر کی ایجاد کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا، مین فریم کمپیوٹر (mainframe computer) 1960ء کی دہائی میں امریکہ کی آئی بی ایم کمپنی نے ایجاد کیا، پھر 1973ء میں اِن کمپیوٹر مشینوں میں موجود معلومات کے باہمی تبادلے اور رابطے کے لئے انٹرنیٹ کی ایجاد منصۂ شہود پہ آئی اور 1976ء میں چھوٹے سائز کا کمپیوٹر جس کو ڈیسک ٹاپ (Desktop)، عرفِ عام میں پرسنل کمپیوٹر (Personal Computer) یا پی سی (PC) کا نام دیا گیا عام گھریلو استعمال کے لئے امریکہ کے سٹیو وزنیک (Steve Wozniak) کی کاوشوں سے منظرِ عام پہ آیا، ورلڈ وائیڈ ویب (www) کی 1989ء میں ایجاد سے انٹرنیٹ کے ذریعہ سے کمپیوٹر دُنیا کے کونے کونے میں تبادلۂ معلومات کے تیز ترین اور سستے ترین ذریعہ کی صورت میں متعارف ہونا شروع ہوا۔ ویب سائٹس پہ معلومات کے ذخیرے موجود ہوتے ہیں اور انٹرنیٹ کی مدد سے ہر وقت ان تک رسائی ممکن ہوتی ہے جبکہ افراد کے درمیان برق رفتار باہمی رابطہ اور تبادلۂ خیال کی سہولت بھی میسر ہوتی ہے۔ انٹرنیٹ کے فوائد کی لسٹ بہت لمبی ہے لیکن اگر غلط استعمال ہو تو نتائج ناقابلِ بیان اور بھیانک بھی ہوسکتے ہیں کیونکہ انٹرنیٹ پہ فحش اور غلیظ گندے شیطانی مواد کی بھی بھرمار ہوتی ہے جو قرآنی پیشگوئی وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی (التکویر:13) کے مطابق دوزخ کا نمونہ ہے۔ یوں اِسے ایک بڑے سمندر سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جس میں قیمتی ہیرے جواہرات وغیرہ کے ساتھ ساتھ خطرناک سانپ اور خون خوار مچھلیاں وغیرہ بھی موجود ہوتی ہیں۔ جماعتِ احمدیہ انٹرنیٹ کی وساطت سے تمام ممکنہ مثبت مفید تربیتی اور تبلیغی کام سرانجام دے رہی

ہے، جماعت کی ویب سائٹ www.alislam.org پہ قرآن کریم، آنحضور ﷺ کی پاکیزہ سیرت و سوانح اور احادیث مبارکہ، تاریخ اسلام اور بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نثر و نظم پہ مشتمل کلام انٹرنیٹ کے توسط سے ہر ایک کی دسترس میں ہمہ وقت لائبریری میں موجود ہے۔ پھر حالاتِ حاضرہ اور مفید معلومات پہ مشتمل کتب کے علاوہ خلفائے احمدیت کے خطباتِ جمعہ، مجالس سوال و جواب، بعض منتخب کتب اور بے شمار نظمیں آڈیو صورت میں بھی موجود ہیں اور جب چاہے سنی جاسکتی ہیں۔ اسی انٹرنیٹ کے توسط سے ٹی وی اور ڈش انٹینا کے بغیر ایم ٹی اے کی نشریات کمپیوٹر کے ذریعہ www.mta.tv پہ میسر ہیں۔ اس طور پر انٹرنیٹ اس روحانی مائدہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کا شرف حاصل کر رہا ہے جس سے لوگ چاہیں تو ہدایت حاصل کر کے اپنے ربّ کی رضا کی جنت کو پاسکتے ہیں یوں اس زمانہ کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی کہ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ جب جنت کو قریب کر دیا جائے گا (التکویر:14) پوری شان کے ساتھ پوری ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔

نشر و اشاعت کی جدید سہولیات

پہلے وقتوں میں کتب شائع کرنا انتہائی مشکل تھا۔ اچھا معیاری کاغذ

دستیاب نہ تھا۔ ماہر خوشنویس عرقریزی سے ہاتھ سے لکھتے۔ اغلاط کی اصلاح (پروف ریڈنگ) کے بعد کئی بار کاتب کو سارا مسودہ از سرِنو لکھنا پڑتا تھا اور جملہ مراحل میں سخت محنت کے علاوہ کئی کئی مہینے صَرف ہوجاتے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا زمانہ ابھی قریب کی بات ہے آپ کو جب کتب شائع کرنا ہوتیں تو بے شمار دقتیں پیش آیا کرتی تھیں اور کئی مہینے اس میں صَرف ہوجاتے تھے، مگر آج کمپیوٹر پرنٹنگ میں لکھنے، غلطیوں کی اصلاح، اشاعت، جِلد بندی غرض ہر مرحلہ بہت جلد بآسانی اور کئی گنا بہتر معیار میں تکمیل پذیر ہوجاتا ہے۔ ان جدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے جماعت کا لٹریچر کثیر تعداد میں اعلیٰ معیار کی دیدہ زیب کتب کی صورت میں مختلف زبانوں شائع کیا جاتا ہے۔ پھر الیکٹرانک شکل میں یہ کتابیں جماعت کی ویب سائٹ پہ online library پہ موجود ہیں اور دُنیا کے دُور دراز علاقوں کے باسی افراد جب چاہیں ان سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ نشر و اشاعت کی اِن جدید سہولیات کا وجود میں آنا دیگر اُمور کے علاوہ قرآنِ کریم کی اس زمانہ کے بارہ میں پیشگوئی وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ اور جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی (التکویر:11) کے پورا ہونے کی صورت میں حقانیتِ قرآن کی بیّن دلیل بھی ہے۔

جدید تیز رفتار سواریاں

پہلے وقتوں میں گھوڑے، خچر، گدھے اور اونٹ وغیرہ سواری کا ذریعہ ہوتے تھے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد یہ جانور خریدنے کی استطاعت سے بھی محروم تھی اور پیدل سفر کرنے پہ مجبور تھی جبکہ سفر کے لئے معین راستے اور سڑکیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ دورانِ سفر موسمی تکالیف، طوفانوں، سانپوں اور جنگلی جانوروں سے مُڈھ بھیڑ کے نتیجہ میں کئی مسافر منزلِ مقصود کی بجائے موت کے منہ میں چلے جایا کرتے تھے۔ دُنیا کے دُور دراز ملکوں کا سفر خطرناک خواب خیال کیا جاتا تھا۔
احمدیت کے ابتدائی دور میں یورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہ میں پیغامِ احمدیت پہنچانے کے لئے مربیان بھیجے گئے۔ کئی دنوں کے سخت تکلیف دہ سمندری سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے اُن میں سے کئی عین جوانی میں اِن ملکوں میں پہنچے۔ سالہا سال تک اپنے بیوی بچوں کا منہ تک نہیں دیکھ پائے۔ اُن میں سے بعض واپس لوٹے تو اُن کے بچے جوان جبکہ وہ خود بوڑھے ہوچکے تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جو اُدھر ہی وفات پاگئے اور وہیں مدفون ہیں۔ لیکن آج جدید برق رفتار سواریوں کے طفیل اُن دور دراز ملکوں میں جانا، اہلِ خانہ کو ساتھ لے جانا اور بوقتِ ضرورت ملنے واپس آنا بہت آسان ہوچکا ہے۔ آج کے دَور میں سفروں کے لئے اونٹ وغیرہ کا سوچنا دیوانگی خیال کیا جائے گا جو اِس زمانہ کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی (التکویر:5) کا پورا ہونا ثابت کرتا ہے۔ پھر موجودہ دور کی سواریوں کے بارہ میں احادیث میں تفصیلی نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مختصراً یہ کہ دجال کا گدھا ہوگا جس کی خوراک آگ اور پانی ہوگی وہ عام لوگوں کے لئے بطور سواری استعمال ہوگا سواریاں اُس کے پیٹ میں آرام دہ اور روشنیوں والی جگہ پہ بیٹھیں گی اس کے چلنے رُکنے کی مقررہ جگہیں ہوں گی اور چلنے رُکنے کے اعلان ہوا کریں گے۔ وہ ہوا میں بادلوں کے اوپر چلے گا۔ ایک قدم اگر مشرق میں ہے تو دوسرا مغرب میں رکھے گا اور سمندر میں چلے گا تو گھٹنوں تک پانی ہوگا۔ غلوں کے پہاڑ اٹھائے ہوئے چلے گا اور دجّال کی فرمانبرداری کرنے والوں تک پہنچائے گا۔ وہ تیز رفتاری سے، سالوں کے سفر دنوں، گھنٹوں میں طے کرے گا، (بخاری کتاب الفتن باب ذکر دجال و بحار الانوار باب علامات ظہورِ دجال صفحہ 109) ان تفصیلات پہ نظر ڈالنے سے نظر آتا ہے کہ چودہ سو سال پہلے جب جانوروں کی سواری کے علاوہ کسی اَور سواری کا سوچنا ناممکنات میں سے تھا اُس وقت پیغمبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر آج کے دور کی ان جدید برق رفتار موٹر گاڑیوں، ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کا تفصیلی نقشہ کھینچا ہے۔ ان

سواریوں کی ایجاد کا سہرا مغربی طاقتوں کے سر ہے جنہوں نے اس زمانہ میں کھلم کھلا دجّالیت کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے۔ ان جدید سواریوں کی ایجادات کی دوڑ میں 1903ء میں امریکی ریاست اوہائیو کے دو بھائیوں وِلبر رائٹ اور اَورِول رائٹ(Wilbur Wright & Orville Wright) کی ہوائی جہاز کی ایجاد ایک سنگِ میل کی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ہوائی جہاز ہی ہے جس کا ایک قدم مشرق میں ہوتا ہے تو دوسرا مغرب میں۔ اس پیشگوئی کا پورا ہونا جہاں صداقتِ اسلام پہ مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے وہاں دوسری طرف ان جدید سواریوں کی بدولت جماعت کے مربی دور دراز ملکوں تک پہنچ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچا کر اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی پیش خبری "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (تذکرہ) کو پورا کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ بفضل اللہ تعالیٰ اب افرادِ جماعت دُنیا کے ہر خطہ میں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ جماعت کی روحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے خلیفۂ وقت سے ہر فرد جماعت کا ذاتی طور پہ ملاقات کرنا انتہائی اہم ہے۔ بفضل اللہ تعالیٰ موجودہ تیز رفتار سواریوں کی بدولت دُنیا کے مشرق و مغرب، شمال جنوب میں خلیفۂ وقت کے لئے دَورے کرنا اور افرادِ جماعت سے ملاقات کرنا ممکن ہو سکا ہے۔ امام جماعت کے ان بابرکت دوروں اور انفرادی ملاقاتوں کے فیض سے جماعت کے افراد میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک نئی روح پیدا ہوتی ہے اور اُن کی روحانی تشنگی کی سیر ابی کا سامان ہو جاتا ہے۔ ان جدید سواریوں کی بدولت افرادِ جماعت بھی بآسانی جلسوں میں شرکت کر کے اپنی روحانیت اور باہمی محبت و اخوت کو بڑھاتے ہیں۔

موجودہ ایجادات کا جماعتِ احمدیہ کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ ایجادات جماعت احمدیہ کی خاطر وجود میں لائی گئی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ افرادِ جماعت ان عظیم الشان سہولیات بہم پہنچانے والی ایجادات پہ اپنے مولا کریم و قادر کا شکر بجالانے کی حتی المقدور سعی کرتے ہوئے ان کا بھرپور مثبت تعمیری استعمال جہاں خود کریں وہاں دوسروں میں بھی اِس کو رواج دیں اور ان کے منفی اور ضرر رساں پہلوؤں پہ بیدار مغز نظر رکھتے ہوئے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش اور دعا کرتے رہیں، بالخصوص الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو دُشمنِ دین طاقتوں کی گرفت سے آزاد کرا کر دین کے حسین پُر امن نور سے دنیا کو منور کرنا آج جماعت احمدیہ کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بہترین توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

جلسہ سالانہ کی اہمیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

☆...☆...☆

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی بیلجیئم 2018ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یکم ستمبر 2018ء کو جرمنی اور بیلجیئم کے دورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اِن 18/ ایّام میں حضور انور دونوں ممالک کے جلسہ سالانہ میں رونق افروز ہوئے۔

چینی کا پیکٹ کھولنے میں دشواری

قافلہ Folkestone کے لئے روانہ ہوا جہاں سے ہم نے Channel Tunnel کے ذریعہ یورپ میں داخل ہونا تھا۔ جب ہم Folkestone پہنچے تو ہماری ٹرین میں ابھی وقت تھا۔ چنانچہ پاسپورٹ کلیئر ہونے کے بعد حضور انور اور خالا سبوحی اگلے 20منٹ سروس اسٹیشن کے لاؤنج (lounge) تشریف فرما تھے۔

جب حضور گاڑی سے اترے تو مَیں نے دیکھا کہ حضور انور نے اپنی پگڑی اتار دی تھی اور اب ایک افغانی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے وقت حضور نے مجھے بلا کر دریافت فرمایا کہ کیا ہماری گاڑیوں کو سیکیورٹی نے روکا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: 'اِس دفعہ انہوں نے ہماری گاڑی اچھی طرح چیک کی ہے۔ انہوں نے Bonnet بھی کھولا اور احمد کو گاڑی سے باہر نکلنے کو بھی کہا گیا۔'

عابد صاحب لکھتے ہیں: مجھے افسوس ہوا کہ حضورانور اور خالا سبوحی کو اس قسم کی تکلیف میں ڈالا گیا۔ بہر حال حضور انور نے تو اس پر کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کیا بلکہ اس کے بر عکس مسکرائے اور فرمایا: 'میرا خیال ہے وہ چیک کر رہے تھے کہ ہم نے کہیں ممنوعہ اشیا تو نہیں رکھیں'۔

عابد صاحب لکھتے ہیں: اس کے بعد احمد بھائی نے مجھے بلا کر کہا کہ وہ کچھ Cappuccinos اور snacks لینے جا رہے ہیں تا کہ وہ حضور انور اور خالا سبوحی کو پیش کر سکیں اور مَیں اُن کی مدد کروں۔ جب وہ coffees تیار ہو گئیں تو احمد بھائی نے مجھے چینی لانے کو کہا۔ حضور انور جب اپنی coffee لے رہے تھے تو دریافت فرمایا کہ کیا اس میں چینی ہے۔ میں حضور کے ساتھ کھڑا تھا اس لئے چینی کا چھوٹا پیکٹ (sachet) کھولنے لگا کیونکہ اس میں چینی نہیں تھی۔ مگر مَیں نے اپنے آپ کو جسمانی طور پر ناکام پایا۔ میری انگلیاں کانپ رہی تھیں اور حقیقت میں مجھے وہ پیکٹ کھولنے میں بہت دشواری ہو رہی تھی۔ ایک طرف تو مَیں اسے جلد از جلد کھولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن دوسری طرف میں اپنے ہاتھوں اور انگلیوں سے جلدی کام لے نہ سکا۔ کچھ سیکنڈز کے لئے مجھے واقعی ایسا لگا کہ میرے ہاتھ کو فالج ہو گیا ہے۔ اسی کشمکش میں مَیں نے احمد بھائی کی طرف دیکھا۔ اُن کی نظریں بتا رہی تھیں کہ مجھے چینی لانے کی ذمہ داری دے کر انہیں افسوس ہو رہا تھا۔ اور دوسری طرف حضور انتظار فرما رہے تھے۔ مَیں نے چینی کا چھوٹا پیکٹ ابھی آدھا کھولا ہو گا کہ حضور انور مسکرائے اور فرمایا:

مکرم عابد وحید خان صاحب
(انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس)
کی ڈائری میں سے ایک انتخاب

'مجھے دے دو! تُم تو اسے یورپین (European) کی طرح آرام سے کھول رہے ہو، اسے پنجابیوں کی طرح کھولنا پڑے گا۔'

مَیں نے وہ پیکٹ حضور کو دے دیا اور حضور نے اُسے ایک سیکنڈ کے اندر کھول کر اپنی coffee میں چینی ڈال لی۔ پھر حضور نے ایک اور چینی مانگی، پھر ایک اَور اور پھر ایک اَور۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ میرے ہاتھ ابھی تک کانپ رہے تھے۔ پھر بھی ایسی حالت میں مَیں بمشکل حضور سے یہ پوچھ سکا کہ 'حضور coffee میں کتنی چینی ڈالتے ہیں؟' حضور مسکرائے اور فرمایا: 'اللہ کے فضل سے مجھے کوئی ذیابیطس نہیں ہے۔ اور نہ ہی شوگر کے حوالہ سے صحت پر کوئی بد اثر ہے۔ اس لئے میں کبھی کبھی چار اور پانچ بھی ڈال لیتا ہوں۔' یہ کہتے ہوئے حضور مسکرا رہے تھے۔ حضور کا نواسہ منصور جو قریب ہی کھڑا تھا ہنسا اور حضور کے ساتھ اِن قیمتی لمحات سے نہایت لطف اندوز ہوا۔ میں چینی کا ایک چھوٹا پیکٹ نہ کھول سکا۔ اس بے عزتی کے باوجود مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کو شوگر کے حوالہ سے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ چند منٹ بعد حضور اور خالا سبوحی اپنی گاڑی میں تشریف لے گئے۔ اور میں اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

Calais میں وقفہ

Channel Tunnel کا سفر 35 منٹ کا تھا چنانچہ جب قافلہ فرانس میں داخل ہوا تو مقامی وقت ایک بجکر 45 منٹ تھا۔ قافلہ Calais میں ایک قریبی پٹرول اسٹیشن پر پہنچا جہاں جماعت احمدیہ جرمنی کے ممبران بشمول امیر صاحب جرمنی انتظار کر رہے تھے۔ وہاں سے ممبرانِ جماعت احمدیہ جرمنی کے ساتھ قافلہ روانہ ہوا اور کچھ منٹ بعد ہم ایک Holiday Inn ہوٹل پہنچے جہاں جماعت احمدیہ فرانس نے نماز اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ نماز کے بعد ساتھ والے کمرے میں حضور انور نے خالا سبوحی اور منصور کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور باقی تمام افراد نے ایک چھوٹے پرائیویٹ کمرے میں کھانا کھایا۔ کھانے کے چند منٹ بعد حضور انور ہوٹل کی Lobby میں تشریف لائے۔ امیر صاحب فرانس کو حضور انور کے ساتھ کچھ منٹ بیٹھنے کا موقع ملا۔ اِس دوران امیر صاحب نے فرانس میں جماعتی پراجیکٹس کے حوالہ سے حضور انور سے راہنمائی حاصل کی۔

وقفہ اور انتظار

فرینکفرٹ آمد سے قبل 7 بجکر 40 منٹ پر قافلہ نے ایک اَور وقفہ کیا۔ حضور انور نے پٹرول اسٹیشن کی دکان دیکھی جس میں زیادہ تر snacks اور چاکلیٹس تھیں۔ یہ ایک نہایت خوبصورت نظارہ تھا کہ ہمارے پیارے خلیفہ اِن چیزوں کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ میں نے آج حضور انور کو بتایا تھا کہ یو ایس اے (USA) سے تعلق رکھنے والے ایک نامور احمدی ماہر اقتصادیات عاطف میاں کا تقرر پاکستان کی نئی Economic Advisory Council میں ہوا ہے۔ پٹرول اسٹیشن پر حضور انور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ عاطف میاں کے تقرر پر کوئی ردّ عمل ظاہر ہوا ہے؟ مَیں نے ذکر کیا کہ مجھے کچھ احمدیوں کی طرف سے پیغامات (messages) ملے ہیں اور سوشل میڈیا پر بھی بعض احمدیوں نے اس تقرری پر وزیر اعظم پاکستان اور حکومتِ پاکستان کی تعریف کی ہے۔ جماعتی سطح پر بھی بعض عہدیداروں نے مجھ سے رابطہ کر کے پوچھا کہ کیا وہ حکومتِ پاکستان کی تعریف میں کوئی بیان (statement) جاری کریں؟ اس پر حضور انور نے فرمایا: نہ ہی جماعت کو اور نہ ہی کسی انفرادی احمدی کو اس حوالہ سے کوئی بیان یا تبصرہ جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ انتظار کرنا ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔ اور کوئی بھی تبصرہ کرنے سے پہلے دیکھ لینا چاہئے کہ حالات و واقعات کیا رُخ اختیار کرتے ہیں۔ بعض اوقات احمدی آسانی سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ عاطف میاں کے معاملہ میں انہیں انتظار کرنا چاہئے اور جلد ہی وہ حقیقت دیکھ لیں گے۔ عابد صاحب لکھتے ہیں: چند دنوں میں ہی روزِ روشن کی طرف واضح ہو جانا تھا کہ پٹرول اسٹیشن پر حضور انور کے الفاظ کتنے تیر بہدف اور دور اندیشی والے الفاظ تھے۔

بیت السبوح میں ورودِ مسعود

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نو بجے رات کو قافلہ بخیریت بیت السبوح فرینکفرٹ پہنچا جہاں ہزاروں احمدی مَردوں، عورتوں اور بچوں نے حضور انور کا خیر مقدم کیا۔ چند لمحوں کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ سے مسجد تشریف لائے جہاں حضور نے نمازِ مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ اور باقی ممبرانِ قافلہ عشائیہ کے لئے ڈائننگ ہال چلے گئے۔ بعد ازاں مَیں اپنے کمرے میں چلا گیا۔

خطاب کو مختصر کر دیا

اگلے روز صبح کے وقت فیملی ملاقات کا پروگرام تھا جس میں اکثر ایسے احمدیوں نے حضور انور سے پہلی دفعہ ملاقات کا شرف حاصل کیا جو حال ہی میں جرمنی منتقل ہوئے۔ ملاقاتوں کے اس پروگرام سے قبل حضور انور نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا۔ حضور انور نے بتایا کہ سفر کے دوران حضور نے جلسہ کے خطاب کو مختصر کرنے میں ڈھائی گھنٹے لگائے۔ اس خطاب کی املاء حضور انور نے مجھے کچھ دن پہلے کرائی تھی۔ آغاز میں خطاب کے الفاظ تقریباً 4900 تھے۔ حضور انور نے دورانِ سفر اسے مختصر کر دیا اور

اب 1200 الفاظ رہ گئے تھے۔ حضور انور نے مجھے خطاب کا متن دکھایا کہ کونسے حصے حضور نے کاٹ دیئے تھے اور کونسے حصے حضور نے دوبارہ لکھے۔ حضور انور نے خطاب کے آخری حصہ سے زیادہ تر الفاظ نکالے تھے جہاں حضور نے دنیا کے پُر خطر حالات کا ذکر فرمایا تھا اور تیسری عالمی جنگ چھڑنے کا خدشہ ظاہر فرمایا تھا۔ حضور انور نے ذکر فرمایا تھا کہ حکومتیں اور سربراہ اپنی ذاتی خواہشات کی بنا پر کتنے اندھے ہو چکے ہیں اور انہوں نے اخلاقیات کو بھی چھوڑ دیا ہے۔

حضور انور نے خطاب کے آخری حصہ کے حوالہ سے فرمایا: 'یہاں integration اور immigration کا بنیادی مسئلہ ہے اس لئے مَیں اپنی تقریر کو اس موضوع پر مرکوز رکھوں گا۔ مَیں نے قرآن کریم کے تمام حوالہ جات کو تقریر کا حصہ رہنے دیا ہے کیونکہ وہ ضروری ہیں اور اُن کو شامل کرنا سب سے اہم ہے۔ لیکن مَیں نے اپنے الفاظ کے کئی پیرے نکال دیئے ہیں۔'

دفتر سے نکلتے وقت میں نے حضور سے ذکر کیا کہ ایک دن قبل پٹرول اسٹیشن پر بعض مقامی جرمن قافلہ کو دیکھ کر کافی پریشان تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک خاتون کافی گھبرائی ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں کے بڑے گروپ کی موجودگی کی وجہ سے غصہ میں تھی۔ شکر ہے کہ امیر صاحب جرمنی نے اس سے بات کی اور چند منٹ بعد وہ مطمئن نظر آئی۔ اسی طرح جب ہم پٹرول اسٹیشن سے نکل رہے تھے تو ایک اَور جرمن آہستہ سے کچھ کہہ رہا تھا جس کی مجھے صحیح طرح سمجھ نہیں آئی۔ لیکن میرا گمان ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کے گروپ کی موجودگی سے پریشان تھا۔ گزشتہ کئی سالوں سے حضور انور کے دورہ جات کے دوران ہم پٹرول اسٹیشن پر رُکے ہیں لیکن کبھی بھی کسی قسم کے مخالفانہ رویہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اِن حالات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور پناہ گزینوں کے خلاف رویے بڑھ رہے ہیں اس لئے میری امید اور دعا ہے کہ حضور کی تقریر دُور دُور تک سنی جائے گی جو ایسے لوگوں کو براہ راست مخاطب ہے۔

افرادِ جماعت کے ساتھ چند لمحات

فیملی ملاقاتوں کے فوراً بعد حضور انور مسجد تشریف لے گئے۔ لیکن نماز پڑھانے سے قبل حضور انور مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور چند لمحات از راہِ شفقت ممبرانِ جماعت کے ساتھ گزارے۔ پھر امیر صاحب جرمنی نے حضور انور کو بتایا کہ کچھ دن قبل مشرقی جرمنی کے شہر nitz-chem میں immigration اور مسلمانوں کے خلاف ایک جلوس نکلا تھا جس میں ہزاروں لوگ شامل ہوئے۔ اس موقع پر بعض شدت پسند اس حد تک بڑھ گئے کہ Nazi کے نعرے بلند کرنے لگے اور Salute دینے لگے۔ اس کے برعکس اچھی بات یہ ہے کہ بعد میں اس جلوس کے خلاف ایک زیادہ بڑا جلوس پناہ گزینوں کے حق میں نکالا گیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

'موجودہ حالات اور مخالفانہ رویہ کو دیکھنے کے بعد مَیں نے فیصلہ کیا

کہ جلسہ سالانہ کے دوران مہمانوں کے خطاب میں مَیں immigration کے بارہ میں بات کروں۔ میں اس بارہ میں بات کروں گا کہ پناہ گزینوں کو کس طرح رہنا چاہئے، اُن سے کس قسم کا سلوک کیا جائے اور دونوں پناہ گزینوں اور مقامی باشندوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔'

اس کے جواب میں امیر صاحب نے کہا:

'حضور، آپ کا موضوع انتہائی موزوں ہے اور جرمنی میں اس پر بات کرنے کی ضرورت ہے۔'

حضور انور نے امیر صاحب جرمنی سے اُس خاتون کے بارہ میں دریافت فرمایا جو ایک دن قبل پٹرول اسٹیشن پر قافلہ کی موجودگی سے پریشان نظر آرہی تھی۔

اس پر امیر صاحب نے کہا: جی حضور وہ کافی پریشان اور غصہ میں تھی کیونکہ وہ سمجھ رہی تھی کہ ہم ایک قسم کی mafia گروپ ہیں۔ لیکن ہم نے اسے آرام سے سمجھایا کہ ہم کون ہیں اور یہ کہ تمام سربراہوں کی سیکیورٹی ہوتی ہے۔ اس پر وہ مطمئن ہوگئی۔ جو دلچسپ بات ہے وہ یہ کہ بعد میں اس خاتون نے ہمیں بتایا کہ وہ استانی ہے اور اپنے طلباء کو integration کے حوالہ سے پڑھاتی ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا: 'میں نے پٹرول اسٹیشن پر ایک سِکھ کو دیکھا جس کا تعلق امرتسر سے تھا۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ اُس نے مجھ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن اس وقت مجھے کسی نے اطلاع نہیں دی۔ اگر اس کی خواہش تھی تو اس کا ذکر مجھ سے کرنا چاہئے تھا۔'

حضور انور کی یہ بات ظاہر کر رہی تھی کہ حضور دوسروں کے جذبات کا مسلسل خیال رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جماعت جرمنی کے افراد نے اس لئے حضور انور سے اُس سِکھ کی خواہش کا ذکر نہیں کیا تھا کیونکہ وہ حضور انور کو سفر کے دوران پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ لیکن معلوم ہونے پر حضور انور کو افسوس ہوا کہ اُس سِکھ کی خواہش حضور تک نہیں پہنچائی گئی تھی۔

محبت کے آنسو

اگلے روز مجھے انڈونیشیا سے تعلق رکھنے والے ایک جانے پہچانے احمدی بزرگ نظر آئے جو بیت السبوح میں سیکیورٹی سکین سے گزر رہے تھے۔ مجھے یاد تھا کہ مَیں نے اُنہیں پہلے دیکھا ہے لیکن مجھے اُن کا نام نہیں یاد آرہا تھا۔ مَیں نے اپنا تعارف کرایا اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں ایک بہت ہی قابل عزت شخصیت سے بات کر رہا ہوں جو سلسلہ کے خادم اور مبلغ ہیں جن کا نام حاجی سیوطی عزیز احمد ہے اور اُن کی عمر 74 سال ہے۔ وہ جامعہ احمدیہ انڈونیشیا میں بطور پرنسپل خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ وہ ابھی ابھی جرمنی پہنچے تھے اور انہیں ابھی معلوم بھی نہیں تھا کہ اُن کی رہائش کہاں ہے اور پروگرام کیا ہے۔ اُن کی واحد فکر یہ تھی کہ وہ وقت پر نماز ظہر اور عصر کے لئے پہنچ جائیں۔

میں نے انہیں بتایا کہ حضور انور کی ملاقاتوں کا پروگرام ابھی جاری ہے اور ابھی نماز میں کچھ وقت باقی ہے۔ انہیں اسی وقت اطمینان ہو گیا اور اس کے بعد مَیں اُن سے چند منٹ کے لئے بات کر سکا۔ اُن چند منٹ کے دوران سیوطی عزیز صاحب نے مجھے اپنی زندگی کے بارہ میں بتایا اور خلافتِ احمدیت کے ساتھ اپنے تجربہ کا ذکر کیا۔ اس گفتگو کے کُل دورانیہ میں سیوطی صاحب کا خلافت سے پیار اور کامل عزت بہت نمایاں نظر آرہی تھی۔ جو بھی سوال مَیں نے کیا اس کے جواب میں سیوطی عزیز صاحب نے ہمیشہ خلافت کے ساتھ اپنی محبت اور ایک احمدی مسلمان کو ہمیشہ خلافت سے باوفا اور اطاعت گزار رہنے کی انتہائی ضرورت کا ذکر کیا۔ سیوطی عزیز صاحب نے اسے یوں بیان کیا کہ یہ سب سے اہم سبق ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں حاصل کیا ہے جسے وہ اپنے طلباء میں راسخ کرنا

چاہتے ہیں۔ سیوطی عزیز صاحب نے کہا:

میں نے 50سال سے زائد عرصہ بطور واقفِ زندگی خدمت کی توفیق پائی ہے اور میں نے یہ ایک ہی چیز سیکھی ہے کہ ہم سب صرف اُس وقت کامیاب ہو سکتے ہیں اور ترقی کر کر سکتے ہیں اگر ہم تہِ دل سے لبیک کہنے والے ہوں گے۔ خلافت سے سچی وفاداری ہماری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اگر ہم ذرہ بھر بھی کسی اَور سمت میں جاتے ہیں تو ہمارا ناکام ہونا مقدر ہو گا۔

عابد صاحب لکھتے ہیں: گفتگو کے دوران سیوطی صاحب کے جذبات نظر آ رہے تھے۔ وہ اپنے آنسو پونچھتے وقت فخر محسوس کر رہے تھے۔انہوں نے کہا: جب خلافت کی بات ہو رہی ہو تو ہم انڈونیشیا سے تعلق رکھنے والے اپنے آنسوؤں کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ ہمارا حضور اور خلافت سے پیار الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ حقیقت میں میرا خیال ہے کہ جب خلافت کے لئے پیار کے آنسو بہانے ہوں تو دنیا میں انڈونیشیا کی جماعت سب سے پہلے نمبر پر ہے۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ کی حیثیت سے بات کرتے ہوئے سیوطی عزیز صاحب نے کہا:

حضور انور ہماری ہر معاملہ میں رہنمائی فرماتے ہیں اور ذاتی طور پر جامعہ کے عملہ یا طلباء کو کوئی بھی مسئلہ لاحق ہو اس کا خیال رکھتے ہیں۔ حضور انہیں تبرک بھجواتے ہیں اور اُن کے ہر خط کا جواب دیتے ہیں۔ حضور انور کی دعاؤں اور اُس پیار کا جو حضور نے ہمیں دکھایا ہے اس کا ہم کبھی بھی اس طرح شکریہ ادا نہیں کر سکتے کہ جس طرح شکریہ کا حق ہے۔

عابد صاحب لکھتے ہیں: ہماری یہ اتفاقی گفتگو اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی۔ آخر پر سیوطی صاحب نے مجھے حج کے حوالہ سے اپنے ذاتی تجربات بتائے اور اُن برکتوں کا ذکر کیا جو ظاہر ہوئیں۔ سیوطی عزیز صاحب نے بتایا:

'مارچ 1999ء میں مجھے حج کی سعادت نصیب ہوئی اور حج پر جانے سے قبل ہمارے امیر صاحب انڈونیشیا نے مجھ سے درخواست کی کہ میں خانہ کعبہ کو پہلی مرتبہ دیکھنے پر یہ دعا کروں کہ خلیفۃ المسیح انڈونیشیا تشریف لائیں۔ پس یہ وہ دعا تھی جو میں نے مسلسل کی جب میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا۔ پھر اگلے سال ہی سال 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے انڈونیشیا کا دورہ کیا جو نہایت تاریخ ساز اور جذباتی دورہ تھا۔'

سیوطی عزیز صاحب جب یہ بات کر رہے تھے تو اچانک خاموش ہو گئے۔ مجھے نظر آ رہا تھا کہ خلافت کے لئے اُن کی محبت اور جذبات اُمڈ

آئے ہیں۔ وہ یہ سوچنے لگ گئے کہ انڈونیشیا میں خلافت کی میزبانی کو 18 سال ہو گئے ہیں۔ چند سیکنڈز خاموشی کے بعد سیوطی صاحب کہنے لگے کہ وہ اب مسجد جا رہے ہیں تا کہ نماز کے لئے لیٹ نہ ہو جائیں۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے ذاتی طور پر ایسے مخلص اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیرینہ خادم کو ملنے کی توفیق ملی۔ سیوطی عزیز احمد صاحب 19 نومبر 2018ء کو بعمر 74 سال وفات پاگئے۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 30نومبر 2018ء میں تفصیل کے ساتھ سیوطی عزیز احمد صاحب کی زندگی اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ذکر خیر فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے اعلیٰ مقام میں جگہ دے۔

جب میں نے آپ کی وفات کا سنا تو مجھے بہت صدمہ ہوا۔ لیکن مجھے خوشی تھی کہ جرمنی میں مجھے آپ کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔

☆...☆...☆

مسجد کے آداب

نصاب وقف نو کا ایک حصہ

☆... مسجد میں پاک صاف ہو کر، صاف ستھرا لباس پہن کر جانا چاہئے۔

☆... مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

(ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں برکتیں اور رحمتیں ہوں اللہ کے رسول ﷺ پر۔ اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے)

☆... مسجد میں داخل ہو کر حاضرین کو مناسب آواز میں 'السلام علیکم' کہیں۔

☆... مسجد میں پہنچنے کے بعد اگر وقت ہو تو دو نفل "تحیۃ المسجد" کے ادا کریں۔

☆... لہسن، پیاز، مولی یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ جائیں۔ مسجد میں تھوکنا، ناک صاف کرنا یا ایسی حرکت کرنا جو صفائی کے خلاف ہو، منع ہے۔

☆... مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک صاف اور خوشبودار رکھیں۔

☆... مسجد میں حلقے بنا کر مت بیٹھیں، مسجد میں خاموشی سے ذکر الٰہی کرتے رہیں اور غیر دینی باتیں کرنے سے گریز کریں۔ نیز جب کوئی بات کرنی ہو تو آہستہ سے کریں تا کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔

☆... نماز پڑھنے والوں کے آگے سے گزرنا سخت منع ہے۔

☆... مسجد میں داخل ہونے کے بعد پہلے اگلی صفیں پُر کریں۔ اگر آپ بعد میں آئے ہیں تو لوگوں کے سروں اور کندھوں پر سے پھلانگتے ہوئے آگے جانے کی کوشش نہ کریں بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔

☆... مسجد میں اللہ کا نام لینے اور اس کی عبادت کرنے سے کسی کو منع نہیں کرنا چاہئے۔

☆... مسجد میں جوتے مقررہ جگہ پر رکھیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ پر جوتے پہن کر نہ پھریں۔

☆... مسجد سے نکلتے وقت 'السلام علیکم' کہیں۔ پہلے بایاں پاؤں باہر رکھیں مگر جوتا دائیں پاؤں میں پہلے پہنیں اور یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔

(ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں برکتیں اور رحمتیں ہوں اللہ کے رسول ﷺ پر۔ اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے)۔

☆... جو لوگ چھوٹے بچوں کو مسجد لے کر جاتے ہیں چاہئے کہ وہ انہیں اپنے پاس بٹھائیں اور کنٹرول میں رکھیں تا کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔

☆...☆...☆

مسجد میں داخلہ اور باہر آنے کی دعاؤں کا روح پرور فلسفہ

مکرم دوست محمد شاہد صاحب۔ سابق مؤرخ احمدیت

خاتون جنت، نور چشم رسول کائنات ﷺ، فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ:

"كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. وَاِذَا خَرَجَ صَلَّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ سَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ"۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ)

یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود شریف پڑھتے پھر دعا کرتے اے میرے ربّ میری (بَشری) لغزشوں سے درگزر فرما اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو درود شریف کے بعد اپنے ربّ سے یہ عرض کرتے کہ میری (بشری) تقصیروں سے درگزر فرما اور مجھ پر اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

آنحضرت ﷺ کی اس متواتر و موکّد سنّت کے مطابق چودہ سو سال سے خدا اور اس کے محبوب ﷺ کے عُشّاق مسجد میں سجدہ نیاز بجا لانے سے قبل اور بعد یہ دعائیں کر رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کروڑوں مسلمان صدیوں سے جناب الٰہی کے حضور پہلے رحمت، پھر فضل کے دروازوں کے کھولے جانے کی دعائیں کس غرض سے کرتے ہیں اور پہلے رحمت پھر فضل طلب کرنے کا فلسفہ کیا ہے؟

اس اہم سوال کا جواب برّصغیر کے نامور عالم دین جناب محمد منظور نعمانی صاحب کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن و حدیث میں رحمت کا لفظ زیادہ تر اُخروی اور دینی و روحانی انعامات کے لئے اور فضل کا لفظ رزق وغیرہ دنیوی نعمتوں کی داد و دہش اور اُن میں زیادتی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے داخلہ کے لئے فتح بابِ رحمت کی دعا تعلیم فرمائی، کیونکہ مسجد دینی و روحانی اور اُخروی نعمتوں ہی کے حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ اور مسجد سے نکلتے وقت کے لئے اللہ سے اس کا فضل یعنی دنیوی نعمتوں کی فراوانی مانگنے کی تلقین فرمائی کیونکہ مسجد سے باہر کی دنیا کے لئے یہی مناسب ہے۔ ان دونوں باتوں کا خاص منشاء یہ ہے کہ مسجد میں آنے اور جانے کے وقت بندہ غافل نہ ہو"۔ ("معارف الحدیث" کتاب الصلوٰۃ۔ ناشر عمر فاروق اکیڈیمی لاہور)

اس حقیقت افروز نکتہ کی مزید وضاحت انشاء اللہ علم و عرفان کا ایک دروازہ کھولنے کا موجب بنے گی۔

رحمت

امیر المومنین سیدنا حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آیت يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ (البقرہ:105) کی یہ ایمان افروز تفسیر فرمائی کہ یہاں رحمت سے مراد نبوت ہے۔ شیر خدا کی اس عارفانہ تشریح کے مطابق امت مسلمہ 51 صدیوں سے مساجد میں قدم رکھنے سے قبل یہ دعا کر رہی ہے کہ اے ہمارے ربّ نبوت کے دروازے (جو دوسری امتوں کے لئے بسبب راندہٗ

درگاہ ہونے کے قیامت تک کلیۃً بند کر دیئے گئے ہیں) ہم پر کھول دے۔

اسی دعا میں خِلَافَة عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة کے قیام و استحکام کی دعا بھی شامل ہے جس کی خبر خود مخبر صادق علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے عطا فرمائی تھی اور جس کا ظہور مسیح موعود و مہدی مسعود کے ظہور سے وابستہ ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

اس وضاحت سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایک احمدی جسے مامور الزمان مہدی مسعودؑ اور نظام خلافت سے وابستگی کا شرف حاصل ہے یہ دعا دوسروں کی طرح رسمی طور پر نہیں بلکہ علی وجہ البصیرت کرتا ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا کے شاندار ظہور پر اُس کے ذرّہ ذرّہ سے عملی طور پر یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے

فضل

سورۃ الجمعۃ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ یعنی مہدی موعود و مسیح موعود کی جماعت کی خوشخبری دی گئی ہے اور اس نعمت عظمیٰ کو اللہ کا فضل قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ سورۃ الجمعۃ میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے:وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۔وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (آیت 4۔5) اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اسی سورۃ الجمعۃ کے آخر میں آخری زمانہ یعنی دورِ مہدی موعود کے مسلمانوں کو اور مہدی کی جماعت کو بھی ارشادِ ربانی ہے کہ جب جمعہ کے دن ایک حصہ میں نماز (جمعہ) کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت کو چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

آگے ہدایت فرمائی کہ جب نماز ادا کی جاچکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس ضمن میں جہاں مسیح موعود کو تجارت کی اجازت کے ساتھ انہیں عالمگیر کامیابی اور غلبہ کے لئے بکثرت دعاؤں کی چودہ سو سال قبل زبردست تلقین فرمائی وہاں اُس دور کے مسلمانوں کی دنیا پرستی کا نقشہ بایں الفاظ کھینچا کہ:

جب وہ کوئی تجارت کا دل بہلاوا دیکھیں گے تو وہ اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ تو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے۔ اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔(ترجمہ سورۃ الجمعۃ آیت 12)

جہاں سورۃ الجمعۃ میں مسیح موعودؑ کے ماننے والوں اور نہ ماننے والے مسلمانوں کے تلاش فضل میں ایک دوسرے سے مختلف کردار کی نشاندہی فرمائی گئی ہے وہاں جمعہ سے متصل سورۃ الصف میں براہ راست جماعت احمدیہ کو آسمانی فضل کی تحریک کی گئی ہے جو فوزِ عظیم پر منتج ہونے والا ہے یعنی خدا پر زندہ ایمان اور مالی قربانی اور وقف زندگی کا جہاد۔ چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟۔ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔(سورۃ الصف:11۔12)

الغرض رحمت اور فضل طلب کرنے کی دعاؤں پر گہری اور باریک نظر سے غور کرنے پر ان میں پوشیدہ پیغامات، مبشرات اور تقاضوں کا ایک ایسا وسیع سلسلہ چشم تصور کے سامنے ابھر آتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور ہر احمدی کی روح محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات وتفضلات پر وجد کر اٹھتی ہے۔

تیرے صدقے تیرے قربان، رسول عربی ﷺ
تجھ سے جاری ہوا فیضان ، رسول عربی ﷺ

کروڑ جاں ہو تو کردوں فدا محمد ﷺ پر
کہ اس کے لطف وعنایات کا شمار نہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

☆...☆...☆

نیشنل اجتماع وقف نو جرمنی

مؤرخہ یکم مئی 2019ء بروز بدھ جماعت احمدیہ جرمنی کے 15سال سے زائد عمر کے خدام واقفین نو کا ایک روزہ اجتماع بمقام Kelkheim منعقد ہوا۔ تقریباً سوادس بجے افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ بعدازاں نظم پیش کی گئی۔ اس کے بعد مکرم لقمان کشور صاحب انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ نے واقفین نو جرمنی کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام سنایا۔ اس پیغام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 7/اپریل 2019ء کو واقفین نَو یو کے سے اپنے انگریزی زبان میں بیان فرمودہ خطاب کو ترجمہ کروا کر سننے اور اس پر عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اس ارشاد کی تعمیل میں حضور انور کے اس خطاب کی ریکارڈنگ ہال میں سنوائی گئی جبکہ جرمن زبان میں ترجمہ سننے کے لیے ایف ایم ریڈیو سیٹس بھی تقسیم کیے گئے۔

افتتاحی تقریب کے بعد ہال میں واقفین نَو کی مختلف شعبہ جات میں خدمات کی ضروریات کے حوالہ سے گفتگو کا پروگرام رکھا گیا۔ اس پروگرام میں مکرم انچارج صاحب شعبہ وقف نو مرکزیہ ، مکرم مولانا

صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم احمد کمال صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی۔ حماد ہیر ٹر صاحب ہیومینٹی فرسٹ اور مکرم محمود احمد خان صاحب نیشنل سیکرٹری وقفِ نو جرمنی نے شرکت کی۔ اس گفتگو میں واقفین نو کو مختلف شعبہ جات میں درکار خدمات کے حوالہ سے جماعتی ضروریات سے آگاہ کیا گیا۔ اس پروگرام کے آخر میں واقفین نو کو معزز مہمانان کرام سے سوالات کرنے کا موقع بھی دیا گیا۔ اس پروگرام کے بعد دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا جس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تلقین عمل کا پروگرام رکھا گیا جس میں مکرم مولانا ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز کی اہمیت وبرکات کے موضوع پر بہت پُر اثر خطاب فرمایا۔

اس پروگرام کے اختتام پر واقفین نو کو ہال میں قائم کیے گئے مختلف

معلوماتی سٹالز سے آگاہ کیا گیا اور انہیں اپنی دلچسپی کے مختلف شعبہ ہائے خدمت کے سٹالز پر جا کر معلومات اور گفتگو میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جن شعبہ و ادارہ جات نے سٹالز لگائے ان میں شعبہ وقف نو، وصایا، وقف عارضی، اشاعت، سمعی وبصری، ایم ٹی اے جرمنی سٹوڈیوز، ہیومینٹی فرسٹ جرمنی، IAAAE جرمنی، النصرت کے علاوہ جامعہ احمدیہ جرمنی کا معلوماتی سٹال بھی شامل تھا۔ اس کے علاوہ تعلیم کے مختلف موضوعات کے حوالہ سے مختلف سٹالز بھی لگائے گئے اور اس کے علاوہ پاکستان سے نئے آنے والے واقفین نو کی راہنمائی کے لیے سٹال بھی لگایا گیا۔

اس دوران مختلف مضامین میں تعلیم حاصل کرنے والے یا فارغ ہونے والے طلباء کی گروپ میٹنگز بھی ہوئیں۔ جن میں انہیں مزید

معلومات بھی دی گئیں نیز انہیں آپس میں رابطہ قائم کرنے کا سنہری موقع میسر آیا۔

15 سے 19 سال کے طلباء کی پورا دن کیریئر پلاننگ کے حوالہ سے پروفیشنل لوگوں کے ساتھ انفرادی میٹنگز ہوئیں اور ان کی مختلف مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کی گئی۔ اس میں تقریباً 220 سے زائد طلباء نے حصہ لیا۔

تقریباً سوا چھ بجے شام اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم

(اردو و جرمن ترجمہ) سے ہوا۔ بعد ازاں ایک ترانہ پیش کیا گیا۔ مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے یوکے سے تشریف لانے والے معزز مہمان مکرم انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عمیر احمد باجوہ صاحب ایڈیشنل سیکرٹری وقف نو جرمنی نے اجتماع میں تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے مختصر رپورٹ پیش کی۔ جبکہ خاکسار نے ایک واقفِ نَو کی خصوصیات کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 28/اکتوبر 2016ء کے خطبہ جمعہ سے مختلف نکات پیش کیے اور اس اجتماع کے کامیاب انعقاد پر مجلس خدام الاحمدیہ اور دیگر ممبران انتظامیہ کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب کے اختتام پر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے خلفائے احمدیت کی واقفین نو سے توقعات اور جرمنی میں جماعتی ضروریات کے حوالہ سے خطاب کیا۔ اجتماع کا اختتام دعا سے ہوا جو مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے کروائی۔ اس اجتماع میں 502 خدام واقفین نو نے شرکت کی جبکہ 202 مہمانوں نے بھی اس اجتماع میں شریک ہو کر اس اجتماع کو رونق بخشی۔ اس مہمانان میں والد صاحبان کے علاوہ نیشنل عاملہ ممبران اور مربیان کرام بھی شامل ہوئے۔

(رپورٹ: محمود احمد خان۔ نیشنل سیکرٹری وقفِ نَو جرمنی)

☆...☆...☆

واقفین نو اور واقفات نو کی کُل تعداد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2018ء دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں واقفینِ نَو کی تعداد کے حوالہ سے فرمایا:

وقف نو کی تحریک کے تحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت دنیا بھر میں واقفین نو کی کل تعداد چھیاسٹھ ہزار پانچ سو پچیس ہے جس میں سے انتالیس ہزار آٹھ سو چودہ لڑکے ہیں اور چھبیس ہزار سات سو گیارہ لڑکیاں ہیں۔ اس سال جو واقفین نو میں شامل ہوئے ان کی تعداد تین ہزار چار سو اڑتالیس ہے۔ پندرہ سال سے زائد عمر کے واقفین نو کی تعداد ستائیس ہزار نو سو ستائیس ہے جس میں لڑکے اٹھارہ ہزار چار سو نوے اور لڑکیاں نو ہزار چار سو سینتیس ہیں۔ اور ان میں پاکستان اوّل نمبر پر ہے۔ پھر جرمنی۔ پھر یوکے۔ پھر انڈیا۔ پھر کینیڈا۔ اللہ کے فضل سے یہ نظام بھی اب کافی آرگنائز ہو گیا ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل 15 مارچ 2019ء)

خدا تعالیٰ ہی خلیفۃ الرسول کا انتخاب کرتا ہے

مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ جرمنی نے ایک تفصیلی مضمون اس عنوان پر ادارہ اسماعیل کو بھجوایا تھا۔ اس مضمون کا خلاصہ پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں اور رحمتوں کو اپنے پیارے وجودوں ،انبیاء اور رسولوں کے ذریعہ نازل فرماتا ہے۔ چونکہ کسی نبی اور رسول کے لئے ظاہری و جسمانی طور پر دائمی زندگی نہیں ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایاہے کہ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ (الانبیاء: 35) اور ہم نے کسی بشر کو تجھ سے پہلے ہمیشگی عطا نہیں کی پس اگر تُو مر جائے تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ۔اسی طرح خدا تعالیٰ نے انسانیت کے متعلق اپنا دائمی قانون بیان کرتے ہوئے فرمایاہے کہ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ (الانبیاء: 9) اور ہم نے انہیں ایسا جسم نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور وہ ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے۔ غرض جبکہ انبیاء کا وجود بھی اللہ تعالیٰ نے فانی ہی بنایا تو کیاانسانیت کے لیے ان پاکیزہ وجودوں کے ساتھ وابستہ برکات اور ان کے ذریعہ ملنے والے افضال الٰہیہ بھی ان کے رخصت ہونے کے بعد ختم ہو جائیں گے ؟ہر گز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے ،جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف: 157) یعنی میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس اسی رحیم و کریم مولا نے ان برکات کو جاری و ساری رکھنے کے لئے انبیاء و رسل کے بعد نظام خلافت کو قائم کرنے کا طریق جاری فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ و افضل وجود ہیں اس لئے آپ کی بعثت قیامت تک کے لئے ہے اور اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی برکات کو دنیا میں جاری و ساری رکھنے کے لئے دائمی طور پر خلفاء کے قیام کا اعلان فرمایا گیا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی برکات لوگوں کو دکھلاویں“۔

(شہادت القرآن صفحہ 46 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 342)

خلیفۃ الرسول کا انتخاب

قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے کہ بعض اوقات جب اللہ تعالیٰ کسی واسطہ سے کام کرواتاہے اور پھر اسے اپنی طرف منسوب کرتاہے تو اس میں خدائی حکمت یہ ہوتی ہے کہ دنیا کو یہ بات سمجھ آجائے کہ اگرچہ ظاہر میں تمہیں کچھ نظر آرہاہے لیکن باطن میں اس میں خدائی تصرف اور خدائی قوتیں کام کررہی ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ بدر کے موقع پر اپنی مٹھی میں کنکر لئے اور ان کنکروں کو دشمن کی طرف پھینکا تو بظاہر وہ ایک انسان کے ہاتھ کی مٹھی تھی اور کنکر بھی ایک مٹھی میں جتنے آسکتے تھے اتنے ہی تھے۔ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مٹھی سے کنکر پھینکے مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ (سورۃ الانفال :18) اور (اے محمد!) جب تُو نے (ان کی طرف کنکر) پھینکے تو تُو نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ ہے جس نے پھینکے۔

بالکل اسی طرح خلیفہ کا انتخاب بظاہر مومنوں کی جماعت کرتی ہے۔ لیکن در پردہ اس انتخاب میں خدا تعالیٰ کی قدرت کام کررہی ہوتی ہے اور ان سے انتخاب کرواکر اپنی تقدیر پوری کرواتاہے اور اس کے متعلق یہ قرار دیتاہے کہ اس شخص کو مقام خلافت پر میں نے فائز کیاہے اور اسے خلافت کا جامہ مَیں نے پہنایاہے اس کے ساتھ نصرت خداوندی اور تاثیرات الٰہیہ سے ظاہر ہونے والے نتائج یہ ثابت کررہے ہوتے

ہیں کہ یہ انسان کا کام نہیں، انسان کی مجال نہیں کہ وہ اتنے بڑے بوجھ کو اٹھا سکے اور اتنے بڑے کام کو انجام دے سکے۔جب تک خدائی قوتیں اوراعلیٰ طاقتیں اس کے ساتھ نہ ہوں۔یہی وجہ ہے کہ ہر خلیفہ راشد غیر معمولی حالات ومشکلات کے باوجود کامیاب وکامران ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانوں کا بنایاہوا خلیفہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا بنایاہوا خلیفہ ہے۔لیکن جو صرف ظاہر پر تکیہ کرتے ہیں اوروسوسہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اوران کے لئے جنہیں پوری معرفت نہیں۔ایسے احباب کی تسکین قلب کے لئے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کیا فرماتا ہے،خدا کے رسول کا اس بارہ میں کیا فیصلہ ہے، آپ کے صحابہؓ نے اس بارہ میں کیا رویہ اختیار کیا،نیز اس بابت اس زمانہ کے مامور من اللہ و حکم وعدل اور آپ ؑ کے خلفاء کے کیا کیا ارشادات ہیں ،ان تمام برگزیدہ ہستیوں اور مستند ترین ذرائع کا فیصلہ یہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے تو پھر کسی بھی قسم کے تردد کی ہرگز گنجائش باقی نہیں رہتی اور ہم حق الیقین سے کہہ سکتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس کے ساتھ ہونے میں ہی اب دنیا کی سلامتی ہے۔

خلافت کے متعلق قرآنی فیصلہ

ابتدائے آفرینش کے وقت خدا تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ خلیفہ بنانا میرا کام ہے چنانچہ خدا تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں فرماتا ہے۔اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ جن کو خدا نے خلیفہ بنایا۔صرف ان ہی کی خلافت کو استحکام حاصل ہوا۔حضرت رسول کریم ﷺ کی امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔(سورۃ النور: 56)ترجمہ:تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا اوران کے لئے ان کے دین کو،جو اس نے ان کے لئے پسند کیا،ضرور تمکنت عطا کرے گا اوران کی خوف کی حالت کے بعد ضرورانہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے۔میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہایت واضح ہے کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے اورامت مسلمہ میں بھی وہ خود ہی جس کو وہ اس کا اہل سمجھے گا اسے اس منصب پر فائز فرمائے گا۔ اگرچہ حضرت رسول کریم ﷺ کے وصال پر صحابہؓ کا اجماع ہوا،مشورہ ہوا،اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا۔اس کے باوجود یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ آیت لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کے اس امت میں سے اوّل مصداق حضرت ابو بکر صدیقؓ ہوئے اور خدا تعالیٰ نے ان کی خلافت کے قیام کو اپنی طرف نسبت دی۔

انتخابِ خلافت کے متعلق حضرت رسول اللہ ﷺ کا قطعی فیصلہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے ایک دفعہ ذکر فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابو بکر کو بلا کر ان کے حق میں خلافت کی تحریر لکھ دوں تا کہ میری وفات کے بعد دوسرے لوگ خلافت کی خواہش لے کر کھڑے نہ ہو جائیں اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں ابو بکر کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار ہوں مگر پھر میں نے اس خیال سے اپنا ارادہ ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ابو بکر کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی نہ ہو گا اورنہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور شخص کی خلافت کو قبول کرے گی۔(بخاری كِتَابُ المَرْضَى۔بَابُ قَوْلِ المَرِيضِ إِنِّي وَجِعٌ، أَوْوَا رَأْسَاهْ أَوِ اشْتَدَّ بِي الوَجَعُ)

اس حدیث سے واضح ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حق میں اس لئے وصیت نہیں لکھوائی کہ آپ جانتے تھے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اوراگر کوئی خدا کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھائے گا تو اسے کامیابی نہ ہو گی۔آخر وہی ہوا جو خدا تعالیٰ کی منشاء تھی۔

خلافت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اوراُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad
The Promised Messiah and Mahdi
(peace be upon him)

Khalifatul Masih II
Hazrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmud Ahmad

Khalifatul Masih I
Hazrat Hakim Maulawi Nur-ud-Din

Khalifatul Masih III
Hazrat Hafiz Mirza Nasir Ahmad

Khalifatul Masih V
Hazrat Mirza Masroor Ahmad

Khalifatul Masih IV
Hazrat Mirza Tahir Ahmad

و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"۔(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 304)

پس یہ بات واضح ہوئی کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ ہمارا اب یہ کام ہے کہ خدا سے تائید یافتہ خلافت سے مضبوطی سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حوالہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

"قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا"۔ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔" (الفضل انٹرنیشنل، 23 تا 30 مئی 2003ء)

☆...☆...☆

آداب مقامات

از محمد کاشف خالد۔ مربی سلسلہ قادیان

دنیا میں جتنے انبیاء، خلفا، اولیاء اللہ وغیرہ گزرے ہیں اُن سے منسلک مقامات بھی عوام الناس کے لئے بابرکت اور قابل تعظیم ٹھہرے ہی۔ عنی ایسے مقامات جہاں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے عبادت الٰہی اور تبلیغ دین میں اپنے لیل و نہار صرف کئے ہوتے ہیں۔ پس مقامات اپنی ذات میں مقدس یا غیر مقدس نہیں ہوتے بلکہ ان میں ظاہر ہونے والا ایک واقعہ یا واقعات اُسے مقدس، تاریخی اور یادگار بنا دیتے ہیں۔ مکہ مکرمہ کے ارد گرد بہت سی غاریں تھیں لیکن وہ غار جس میں خدا کا پیارا رسول عبادات بجالایا کرتا تھا اور وہ غار جس میں اس نے ہجرت کے وقت پناہ لی، قیامت تک کے لئے مقدس مقامات میں شامل ہو گئیں۔ وہ اپنی مٹی اور پتھر کی وجہ سے مقدس نہ بنیں بلکہ اُن میں رونما ہونے والے واقعات نے انہیں معزز بنادیا۔

مقدس مقامات وہ جگہیں ہوتی ہیں جن سے انسان کی روح کا تعلق ہوتا ہے اور اس کی روح اس وقت تک ایک لحہ کے لئے بھی چین نہیں لے سکتی جب تک وہ انہیں پا نہ لے۔ اور یہ مقدس مقامات خواہ کسی مذہب یا فرقہ کے ہوں ہر ایک کا ایک ہی جذبہ ہوتا ہے۔

شعائر اللہ

خدا کے پاک کلام قرآن کریم نے ایسے مقدس و مطہر مقامات کو ''شعائر اللہ'' کا لقب عطا کیا ہے۔ اور ایک حقیقی مومن کی یہ نشانی بتائی کہ وہ ان شعائر اللہ کا صدق دل کے ساتھ ادب و احترام کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج:33)

یہ (اہم بات ہے) اور جو کوئی شعائر اللہ کو عظمت دے گا یقیناً یہ بات دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

'' جو شخص اُن مقامات کا ادب کرتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار ہوا ہو... تو چونکہ یہ ادب اُس کے دل کے تقویٰ اور خشیت الٰہی کی وجہ سے ہوگا اس لئے طبعی طور پر اُس کی دلی پاکیزگی کا اس کے ظاہر پر بھی اثر پڑے گا۔ اور اس طرح وہ ظاہری اور باطنی دونوں طور پر نیکیوں سے آراستہ ہو جائے گا۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 46-47)

ادب یا شرک؟

یہ ایک طبعی امر ہے کہ انسان اپنے محبوب سے محبت کے باعث اس سے منسلک یادگاروں سے بھی محبت کرتا ہے، ان کو دیکھنا اور بار بار ان کا دیدار کرنا چاہتا ہے اور ان کا ادب و احترام بصدق دل بجالاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندہ قوموں نے اپنے اور خدا کے محبوب بزرگان کی یادگاروں کو محفوظ رکھا اور اپنی آنے ولی نسلوں اور اولادوں کو ان سے متعارف کروایا۔

کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ جس طرح ایک مشرک اپنے بتوں کا ادب و احترام کرتا ہے یا ان کو وسیلہ بنا کر حقیقی خدا کی عبادت کرنے کا دعویٰ کرتا ہے، اسی طرح مسلمان بھی تو خانہ کعبہ یعنی بیت اللہ یا دیگر شعائر اللہ کا بے حد ادب و احترام کرتے ہیں اور مٹی سے بنی ان عمارات کو اہمیت دیتے ہیں۔ تو کیا مٹی سے بنے بتوں کی عبادت اور مٹی سے بنے ایک گھر کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے میں کوئی فرق نہیں؟

درحقیقت اُن کی یہ بات تب صحیح مانی جا سکتی تھی کہ جب مسلمان اپنی عبادت کے لئے ان عمارات کا محتاج ہوتا، یا اس کا یہ ایمان ہوتا کہ یہ عمارتیں اس کی حاجات پوری کرنے کی طاقت رکھتی ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں جو شعائر اللہ کی عظمت ہے وہ عین خدا کے حکم کے تحت ہے۔ (الحج:33) دلوں کے حال کو کسی صورت دکھایا تو نہیں جا سکتا لیکن لفظوں میں اسے ضرور ڈھالا جا سکتا ہے۔ اور ایک مسلمان کے دل میں جو شعائر اللہ کے ادب و احترام کا جذبہ ہوتا ہے اسے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپؓ نے حجر اسود کے حوالہ سے فرمایا:

'' میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو تجھے ہر

گز بوسہ نہ دیتا۔" (صحیح بخاری، کتاب المناسک، باب ماذکر فی الحجر الاسود)

پس ہر وہ مقام جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے مظہر حضرت امام مہدیؑ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، وہ بھی تاریخی بن گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس مقدس زمین کا حوالہ دیتے ہوئے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم پڑے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

يُحِبُّ جَنَانِي كُلَّ أَرْضٍ وَطِئْتَهَا
فَيَالَيْتَ لِي كَانَتْ بِلَادُكَ مَوْلِدًا

میرا دل اس زمین کی محبت سے بھرا ہوا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک پڑے۔ کاش کہ میری پیدائش آپ ﷺ کے وطن میں ہوئی ہوتی۔ (کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 93)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ 1924ء میں جب یورپ تشریف لے گئے تو وہاں آپ کو قادیان کی مقدس بستی کی یاد آئی جو کہ آپؓ کے محبوب والد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے منسلک تھی۔ آپؓ نے اپنے محبوب کے مقام کی محبت کو اشعار میں یوں بیان فرمایا:

خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقام پاک کا
سوتے سوتے بھی کہہ اُٹھتا ہوں ہائے قادیاں
گلشن احمد کے پھولوں کی اُڑا لائی جو بُو
زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

نہ صرف اپنے محبوب کے مقام سے دُور جانے پر ہی ایک عاشق کو اس کی یاد آتی ہے بلکہ جب کوئی عاشق کافی مدت کے بعد مقام محبوب کا دیدار کرتا ہے تو اس کے جذبات نا قابل بیان ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جذبات کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے اس خطبہ جمعہ میں بیان کیا جب آپ 1991ء میں پہلی مرتبہ بطور خلیفہ قادیان کی بستی میں تشریف لائے تھے۔ فرمایا:

"یہ وہ دن ہیں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں خواب سا محسوس ہو رہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے خواب دیکھ رہے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ خواب نہیں بلکہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ ایسے خوابوں کی تعبیر جو مدّتوں، سالہا سال ہم دیکھتے رہے اور یہ تمنا دل میں کلبلاتی رہی، بلبلاتی رہی کہ کاش ہمیں قادیان کی زیارت نصیب ہو۔ کاش ہم اس مقدّس بستی کی فضا میں سانس لے سکیں جہاں میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کامل غلام مسیح موعود علیہ السلام سانس لیا کرتے تھے۔ جب میں یہاں آیا اور میں نے اس بات کو سوچا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ایسی فضا میں دوبارہ سانس لیں گے۔ تو مجھے بچپن میں پڑھا ہوا سائنس کا ایک سبق یاد آگیا۔ جس میں یہ بتانے کے لئے کہ جتنے ایک انسان کے سانس میں ایٹم (Atom) ہوتے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے۔ وہ مثال دیا کرتے تھے کہ سیزر نے جو آخری دفعہ مرتے وقت ایک سانس لیا تھا اس سانس میں اتنے آیٹم تھے کہ اگر وہ برابر ساری کائنات میں، ساری فضا میں تحلیل ہو جائیں اور برابر فاصلے پر چلے جائیں تو ہر انسان جو سانس لیتا ہے اس کے ایک سانس میں سیزر کے سانس کا ایک آیٹم بھی ہوگا۔ تو جب میں نے سوچا تو مجھے خیال آیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں لکھو کھہا مرتبہ سانس لئے، یہ فضا تو آپؑ کے سانسوں کے ان اجزا سے بھری پڑی ہے اور ہر سانس میں خدا جانے کتنے ہزاروں، لاکھوں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سانس کے آیٹم ہوں گے جو آج ہم بھی Inhale کرتے ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 982۔ خطبہ فرمودہ 20/دسمبر 1991ء)

پس حقیقت یہی ہے کہ ان مقامات سے محبت صرف اس پیارے مکین کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا تھا اور ان مقامات سے اُس کی یادیں وابستہ ہیں۔ مقام محبوب بھی ایک عاشق صادق کو محبوب ہوتا ہے۔ ان مقامات کی خاک کو خدا کے پیارے وجودوں کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ خدا کے پیاروں کی سانسیں ان کی فضاؤں اور ہواؤں کو معطر اور مطہر بناتی رہی۔

اولیاء اللہ کے مقامات بابرکات

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں مقدس مقامات کے بابرکت ہونے کے حوالہ سے ولی اللہ کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور نہ صرف اس کی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اس کے اہل و عیال، اس کے احباب کے لئے بھی برکات عطا کرتا ہے۔ اور صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ اُن کے مقاموں میں برکت دی جاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور اُن زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور ان کپڑوں میں برکت دی جاتی ہے جن میں وہ ہوتے ہیں۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 595۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ انگلستان)

اسی طرح آپؑ کے الہامات سے بھی ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ خدا کے پیاروں سے تعلق رکھنے والی اشیاء بھی بابرکت ہو جاتی ہیں:

" میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"(تذکرہ، صفحہ 10 مطبوعہ اکتوبر 1969ء)

"واعطی لكَ بر كاتٍ حتی يتبرك الملوك بثیابك"

(تذکرہ، صفحہ 11 مطبوعہ اکتوبر 1969ء)

دہلی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواجہ بختیار کاکیؒ کے مزار پر گئے اور وہاں ایک لمبی دعا کروائی۔ واپس آتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ:

" بعض مقامات نزولِ برکات کے ہوتے ہیں اور یہ بزرگ چونکہ اولیاء اللہ تھے اس واسطے ان کے مزار پر ہم گئے۔ ان کے واسطے بھی ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنے واسطے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور دیگر بہت دعائیں کیں۔ لیکن یہ دو چار بزرگوں کے مقامات تھے جو جلد ختم ہو گئے۔ اور دہلی کے لوگ تو سخت دل ہیں۔ یہی خیال تھا کہ واپس آتے ہوئے گاڑی میں بیٹھے ہوئے الہام ہوا۔ دست تو دعائے تو ترحم زخدا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 528۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

..........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

مسجد مبارک قادیان

مسجد مبارک ربوہ

مسجد مبارک اسلام آباد، ٹلفورڈ